ماہنامہ خالد ربوہ

وفا ۱۳۵۰ ھش

جون ۱۹۷۱ء

* ایڈیٹر *

سید
عبدالحی شاهد

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی اٹھارویں تربیتی کلاس کے اختتامی اجلاس میں تشریف لا رہے ہیں

حضور ایدہ اللہ تعالی سٹیج پر تشریف لے آئے ہیں ۔ اور صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے گفتگو فرما رہے ہیں
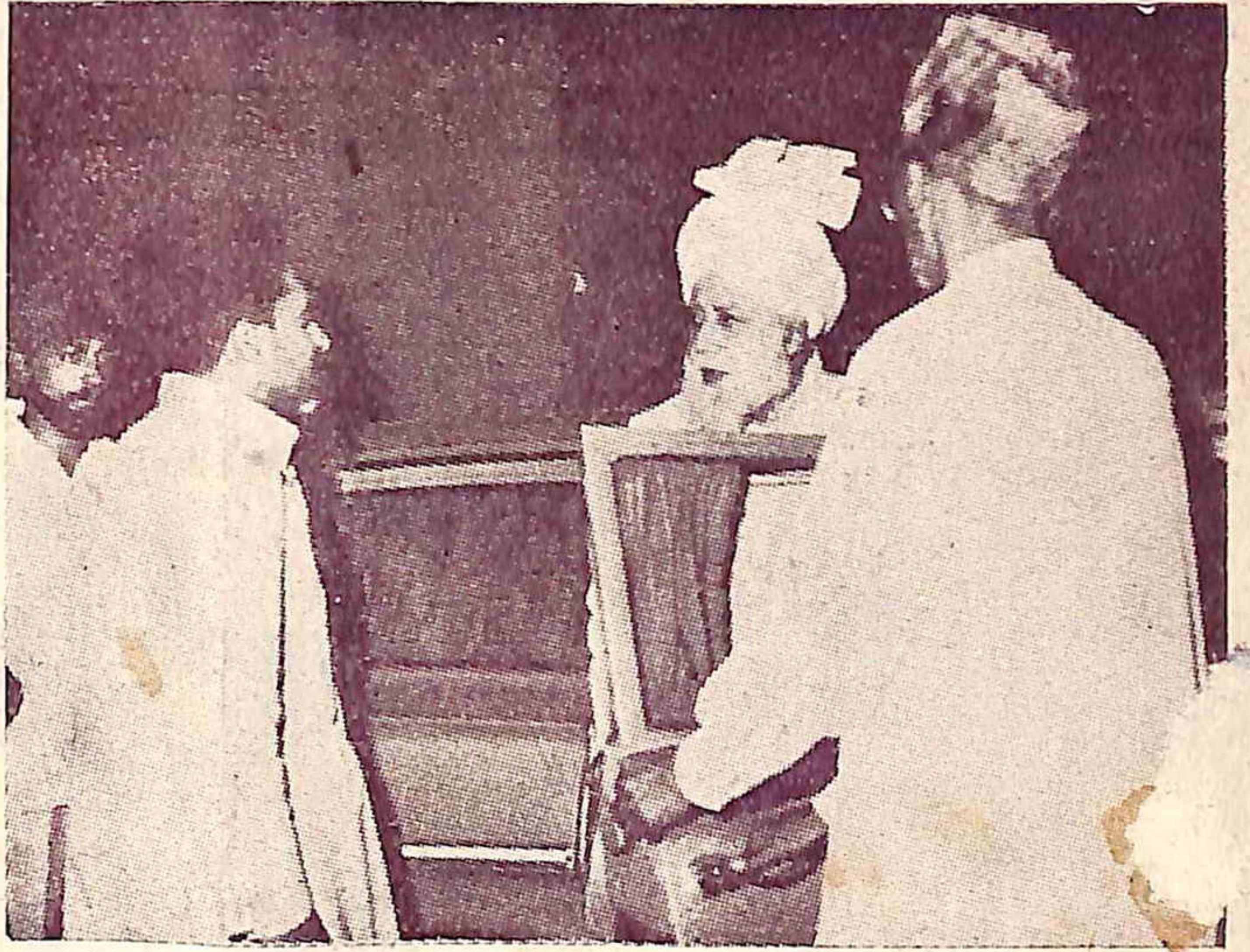
حضور ایدہ اللہ تعالی کے سامنے صدر محترم تربیتی کلاس میں نمائندگی کے چھ سالہ گوشوارہ کی وضاحت کر رہے ہیں ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں۔"

(الہام المسیح الموعودؑ)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔"

(المصلح الموعودؓ)

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۱۷ | وفا ھش ۱۳۵۰ ہ جولائی ۱۹۷۱ء | شمارہ ۵

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ
سید عبد الحی

نائبین
انعام الحق کوثر، عبد الکریم خالد

فہرست

چندہ سالانہ .. .. چھ روپے

فی پرچہ .. .. .. ساٹھ پیسے

بیرون پاکستان بذریعہ ہوائی ڈاک .. .. ۲۰ روپے

" " بحری " .. .. ۹ روپے

مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت :- دفتر ماہنامہ خالد

دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

اداریہ

خدام الاحمدیہ کا ایک عہد

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۱۹۵۹ء کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر خدام سے اشاعت اسلام اور استحکام خلافت کے سلسلہ میں ایک عہد لیا تھا اور فرمایا تھا:-

"یہ عہد جو آپ لوگوں نے اس وقت کیا ہے متواتر چار صدیوں بلکہ چار ہزار سال تک جماعت کے نوجوانوں سے لیتے چلے جائیں اور جب تمہاری نئی نسل تیار ہو جائے تو پھر اُس سے کہیں کہ وہ اس عہد کو اپنے سامنے رکھے اور ہمیشہ اسے دہراتی چلی جائے اور وہ نسل یہ عہد اپنی تیسری نسل کے سپرد کر دے اور اس طرح ہر نسل اپنی اگلی نسل کو تاکید کرتی چلی جائے"

آج جبکہ اس عہد پر دس سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے ہمیں اپنے نفسوں کا محاسبہ کرنا چاہیئے کہ ہم نے کس حد تک اس عہد کو نبھانے کی کوشش کی ہے۔ اور ساتھ ہی ہمارا فرض ہے کہ حسب ارشاد اس عہد کو نئی نسل کے سامنے پیش کریں تا ہمارے اندر نسلاً بعد نسلٍ اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے ضمن میں عائد شدہ فرائض کا احساس زندہ رہے اور خلافت سے وابستگی اور وفاداری کی تلقین جاری رہے۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔ آمین

عہد

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضہ کی تکمیل کیلئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اسکے رسول کیلئے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔

ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اسکے استحکام کیلئے آخری دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔

اے خدا! تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اللّٰھم آمین۔ اللّٰھم آمین۔ اللّٰھم آمین۔

(مشعل راہ ص ۹۰۹ - ۹۱۵)

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا

خطاب

بر موقعہ

اختتامی تقریب سالانہ تربیتی کلاس مجلس خدّام الاحمدیّہ مرکزیّہ

(مورخہ ۱۰ر جون ۱۹۷۱ء ساڑھے چھ بجے شام سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایوانِ محمود میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی اٹھارویں سالانہ تربیتی کلاس کی اختتامی تقریب میں جو پُر معارف خطاب فرمایا ادارہ خالد اس کی تلخیص اپنے الفاظ میں پیش کر رہا ہے۔)

تشہدّ، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

مجلس خدام الاحمدیّہ کی یہ کلاس سال بہ سال ترقی کر رہی ہے۔ پچھلے پانچ سالوں کا نقشہ یہ ہے کہ ۱۹۶۷ء میں ۳۰ مجالس کے ۱۰۱ نمائندگان اس کلاس میں شامل ہوئے تھے۔ ۱۹۶۸ء میں ۷۰ مجالس کے ۱۷۰ نمائندوں نے شرکت کی تھی۔ ۱۹۶۹ء میں ۱۷۰ مجالس کے ۳۵۰ نمائندگان نے شمولیت کی تھی۔

۱۹۷۰ء میں یہ تعداد کم ہو گئی ہے۔ مجلس کی صدارت بدلی ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ نئے صدر کو کام سنبھالنے میں کچھ وقت لگتا ہے جو درست نہیں۔ یہ انتظامی کمزوری ہے۔ اس سال ۱۷۰ مجالس کی تعداد گر کر ۱۳۹ تک پہنچ گئی اور ۳۵۰ نمائندگان کی بجائے ۲۱۷ نمائندے شامل ہوئے۔ یہ گزشتہ برس کی بات ہے۔

لیکن امسال ۱۹۷۱ء میں مجالس کی تعداد گزشتہ سال کے ۱۳۹ اور ۱۹۶۹ء کے ۱۷۰ سے بڑھ کر ۲۶۵ تک پہنچ گئی اور ۱۹۶۹ء کے ۳۵۰ نمائندگان کی تعداد بڑھ کر ۴۳۴ ہو گئی۔

اس میں شک نہیں کہ پچھلے سال تعداد گری ہے۔ لیکن مجموعی تاثر یہ ہے کہ مجلس نے پھر سنبھالا لیا ہے اور ۱۹۶۷ء سے لگاتار ترقی کرتی چلی آئی ہے۔

۲۶۵ مجالس کی تعداد کی شمولیت بھی میرے لئے تسلّی کا باعث نہیں۔ مغربی پاکستان میں ۴۷۰ مجالس ہیں۔ ان کے تو سب نمائندے آنے چاہئیں۔ بہرحال قدم ترقی کی طرف ہے۔ کوشش یہ کرنی چاہیئے کہ قریباً ہر مجلس سے نمائندے آئیں۔ ...... بہرحال کافی ترقی ہے اور کافی ترقی کی گنجائش موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ منتظمین کو یہ مسئلہ سمجھنے کی اور اس کا حل پالینے کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ لوگ جو چھوٹی عمر کے ہیں آپ کے سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اسلام کی تاریخ پر جب ہم نگاہ ڈالتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام پر بعض چھوٹے چھوٹے ایسے زمانے آئے ہیں جن میں بعض جگہوں اور علاقوں سے اسلام پیچھے ہٹ رہا ہوتا ہے ـــــ لیکن اسلام ہی ایک ایسا مذہب اور اُمّتِ محمدیہ ہی انسانوں کا ایسا گروہ ہے جو شروع سے لیکر اس وقت تک آگے ہی آگے بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ تاریخ اس پر شاہدِ ناطق ہے۔

تاریخ کی آنکھ نے ہلاکو اور اس کی اولاد کے گھوڑوں کے ٹاپوں کے نشان ایک ہی سمت میں ہمیشہ کے لئے چلتے ہوئے نہیں دیکھے بلکہ کچھ عرصہ کے بعد جب مسلمانوں کی غفلت اور ان کے گناہوں کی سزا دی جا چکی۔ بعض علاقوں میں تو اس وقت ہمیں پھر یہ نظر آتا ہے کہ مسلمانوں کے گھوڑوں نے ہلاکو خان اور اس کی اولاد کے گھوڑوں کا پیچھا کیا اور گوبی کے صحرا تک ان کا پیچھا کیا۔ کہتے ہیں کہ ہلاکو خان کی فوجوں نے (واللہ اعلم) مقتولین کے سروں کے ڈھیر لگا کر مینار بنائے تھے اسکے مقابلہ میں اسلام نے ہلاکو کی اولاد اور اسکے قبائل کے دل جیت کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر بشمار مغل دل لا کر رکھ دیئے۔ اسلام میں یہ طاقت تھی۔ دل کاٹتا نہیں، دل جیتا ہے۔ اسلام کا کفر کے ساتھ ہمیشہ یہی تقابلہ نظر آتا ہے۔ کفر تلوار سے گردن اُڑاتا ہے اور اسلام اپنے حُسن کے جلووں کے ساتھ دلوں کو جیتتا ہے۔

تو صرف ایک حرکت نہیں تھی کہ گوبی کے صحرا سے ہلاکو اور اسکے ساتھ تعلق رکھنے والے قبائل کے گھوڑے دوڑتے ہوئے بغداد تک پہنچ گئے اور پھر زمانہ ختم ہو گیا۔ بلکہ پھر ایک زمانہ آیا کہ امیر تیمور

اللہ کی رحمت ہو ان پر۔ اور دوسرے لوگ اسلام کی تائید میں کفر کا پیچھا کرتے چلے گئے۔ ہلاکو کی نسل میں سے چنگیز کے ایک پوتے نے اسلام قبول کر لیا۔ غرض اسلام آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا اسکی ایک بنیادی وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام ایک انقلابی مذہب ہے جب سے انسان پیدا ہوا اسکے حالات بدلتے رہے ہیں اور بدلتے رہیں گے۔ انسانی زندگی کو کسی جگہ قرار نہیں۔

اب اسلام نے یہ دعویٰ کر دیا کہ قرآنی تعلیم قیامت تک کے لئے انسانی مسائل کو حل کرنے کے قابل ہے اور یہ تعلیم مسائل کو حل کریگی اور ہمیں نظر آ رہا ہے کہ انسان کے حالات بدل رہے ہیں اس سے ہماری عقل یہ نتیجہ نکالتی ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم قیامت تک بدلتے ہوئے حالات کیلئے کافی سمجھی گئی اور انسان کے دل اسکے دماغ اور اسکی رُوح کو تسلی دینے والی سمجھی گئی تو اسلئے کہ قرآن کریم کتاب مکنون کی حیثیت سے ہر بدلتے ہوئے حالات کی اُلجھنوں کو سلجھانے کی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے۔ دوسری شکل یہ بنتی ہے کہ قرآن کریم آخری تعلیم ہے اسلئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انسان ایک جگہ ٹھہر جائیگا اور اس کا ذہن ترقی نہیں کریگا اور اسکے حالات میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوگی تب بھی قرآن کریم کی تعلیم ایک آخری شریعت ہوتی جو انسان کے لئے کافی ہوتی کیونکہ اسکے بعد انسان نے بدلنا نہیں تھا اور اور اُسوقت کے حالات کے مطابق نازل ہو گئی لیکن عملاً ایسا نہیں ہے۔ ہمیں نظر آ رہا ہے کہ انسان بدل رہا ہے اور بدلتا چلا آیا ہے اور ہمیں کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی کہ ہم سمجھیں کہ آئندہ وہ ٹھہر جائیگا۔ گزشتہ چودہ سو سال میں وہ بدلا ہے۔

چونکہ انسان نے بدلتے رہنا تھا۔ اسکے مقابلہ میں اسکو تسلی دینے کیلئے ایسے حالات پیدا ہونے چاہیئے تھے کہ اسلامی تعلیم اس کیلئے کافی ہوتی چلی جاتی اور وہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ کتاب مکنون

ہے اور فرمایا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کہ اس
الذکر کی حفاظت کا سامان ہم کریں گے۔

سب سے بڑا حملہ جو کسی مذہب پر کیا جا سکتا ہے یہ ہے کہ کہا
جائے کہ بدلتے ہوئے تقاضوں کو یہ پورا نہیں کرتا اور بدلے ہوئے
حالات کے مطابق اسکی تعلیم نہیں۔ تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اسکی حفاظت
ہم کرینگے یعنی ایسے لوگ پیدا کرینگے جو قرآن کریم کے چھپے ہوئے
خزانوں میں سے وہ باتیں اور وہ دلائل معاشرے کی گتھیوں کو سلجھانے
کے لئے نکالیں گے کہ انسان کا ضمیر، انسان کا دماغ اور اسکی روح
تسلی پکڑ جائیں گے۔

ہمیں یہ نظر آ رہا ہے کہ حقیقی معنے میں اگر کوئی انقلابی مذہب
دنیا میں ہے تو وہ اسلام ہے اور اگر کوئی گروہ اپنے آپکو انقلابی
کہلانے کا حقدار ہے تو وہ اُمتِ محمدیہ ہے کیونکہ اسلام نے
ہر ایک آدمی کی ضرورت کا خیال رکھا ہے۔

دو اڑھائی سو سال پہلے صنعتیں ترقی یافتہ نہیں تھیں۔
پھر ان میں ایک تبدیلی آنی شروع ہوئی اور حالات بالکل بدل گئے۔
پہلے مزدور کا تصور دماغ میں نہیں تھا لیکن بدلے ہوئے حالات کی
وجہ سے مزدور کا جو نیا تصور پیدا ہوا اور مزدور کا زبردست مسئلہ
پیدا ہوا اور اسکی وجہ سے بڑی تباہیاں آئیں اور عارضی طور پر انقلاب
بھی پیدا ہوئے سب سے بڑا انقلاب مزدور کے سلسلہ میں اشتراکیت
کا انقلاب ہے۔ اسوقت انہوں نے کھیت کے مزدور کو بھی کارخانہ
کے مزدور کے ساتھ متحد کر دیا تھا۔ اپنی طرف سے انہوں نے بڑا معرکہ
مارا اور ایک انقلاب بپا کیا لیکن خود اشتراکی دنیا کے اندر بڑے
مضبوط گروہ اور ایسی اقوام پیدا ہوگئیں اور ایسے ملک وجود میں
آ گئے جنہوں نے اس انقلابی اشتراکی روس پر اعتراضات شروع کر دیئے
کہ فلاں فلاں مسائل حل نہیں کئے گئے۔ مثلاً چین اب اعتراض
کر رہا ہے کہ روسی مزدور کا مسئلہ حل نہیں کر سکے۔

اسلام نے مزدور کا مسئلہ حل کر دیا ہے لیکن ہمارے گناہوں کے
نتیجہ میں اسلام کو عارضی طور پر ایک جگہ ٹھہرنا پڑا ورنہ اسلام ہی بدلے
ہوئے حالات کا مقابلہ کرتا چلا آیا ہے اور کرتا چلا جائیگا۔ درمیان میں
ہمیں کچھ ایسے زمانے اور کچھ ایسے ممالک ضرور نظر آتے ہیں (جب وہاں کے
مسلمانوں کے گناہوں کے نتیجہ میں اور اللہ تعالیٰ کے اس فیصلہ کے نتیجہ میں
کہ انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور بھلا دیا اسلئے میں انہیں اسکی سزا دونگا)
کہ ان میں ہمیں اسلام ٹھہرا ہوا یا پیچھے ہٹتا نظر آتا ہے لیکن بحیثیتِ
مجموعی انسانی تاریخ کی نگاہ نے اسلام اور اُمتِ محمدیہ کو آگے ہی آگے
بڑھتے دیکھا ہے پیچھے ہٹتے نہیں دیکھا۔

یہ پچھلا دو صدیوں کا جو زمانہ ہے اسکے متعلق پیشگوئیاں
بھی تھیں۔ یہ بھی اسلام کی عجیب شان ہے کہ پہلے سے بتا دیا کہ فلاں زمانے
میں ایسے حالات پیدا ہونگے کہ بظاہر اسلام پر اعتراض آئیگا لیکن
وہ اعتراض سچا نہیں ہوگا کیونکہ انسانی زندگی میں صدی دو صدی کا
عرصہ بے معنی ہے۔ حضرت آدمؑ کے زمانے سے جو حالات پیدا ہوتے
چلے آ رہے ہیں اس میں صدی یا دو صدی کی حقیقت کچھ نہیں۔ پھر
اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں بھی اسکی کچھ حیثیت نہیں خصوصاً
جبکہ کسی مخصوص ملک کے یہ حالات ہوں اور عین اسی زمانے میں بعض
دوسرے ملکوں میں اسلام آگے بڑھ رہا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
نے فرمایا ہے کہ یہ جو تنزل کا زمانہ اسلام پر آیا تھا اس میں بھی اللہ تعالیٰ
سے پیار کرنیوالوں، خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والوں اور
اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنیوالوں کی تعداد سمندر کے قطروں کی
طرح تھی ___ اُمتِ محمدیہ کے متعلق ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے
بڑے زور سے دھکا لگے اور یہ ذرا سی پیچھے ہٹ گئی ہو لیکن سمندر
کے قطروں کی طرح ایسی بے شمار POCKETS تھیں جہاں

اسلام ترقی کر رہا تھا
بہر حال ہمیں اس بات کے تسلیم کرنے میں کوئی حجاب نہیں ہے
کہ خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی پیشگوئی کے مطابق ماضی قریب میں ایک
زمانہ ایسا بھی آیا ہے کہ بظاہر اسلام کو پیچھے ہٹنا پڑا لیکن یہ اسکی
آخری شکست نہیں تھی کیونکہ آخری شکست اسلام کا مقدر نہیں بلکہ
آخری فتح اسلام کا مقدر ہے جس طرح ایک وقت ہلاکو، چنگیز
اور انکے قبائل نے بعض مسلمان ممالک اور بغداد کی اُسوقت کی حکومت
کو پامال کیا اور مسلمانوں کو وقتی طور پر پسپا ہونا پڑا لیکن پھر
یہ آگے بڑھے اور اپنے فاتح کی تلوار کو پیار سے مفتوح کر لیا اور
ان کے دل جیت لئے اور یہ سارے علاقے جہاں تک یہ لوگ
آگئے تھے پھر مسلمانوں کے پاس ہی ہے بلکہ اسکے علاوہ روس تک کے
علاقے چنگیز کی مسلمان اولاد کے ہاتھوں فتح ہوئے۔ غرض
اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی شان کے نظارے اور اسلام
کے ساتھ اس کے پیار کے جلوے ہمیں اس تاریخ میں نظر آتے ہیں۔

چنگیز اور اس کی اولاد اور اسکے قبائل کی یلغار کے
نتیجہ میں اسلام پر جو عارضی تنزّل کا دور آیا تھا ماضی قریب میں
اس سے ملتے جلتے حالات لیکن بدلی ہوئی شکل میں اس سے بڑے
پیمانہ پر اسلام کے متعلق ظاہر ہوئے لیکن جن پیشگوئیوں نے ہمیں
یہ بتایا تھا کہ ہزار سال کے بعد جو دو تین صدیاں ہیں تنزّل
اور پریشانی کی ہونگی انہوں نے ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا تھا کہ
گھبرانے کی بات نہیں یہ تنزّل کا دور عارضی ہوگا جو گزر جائیگا
اور پھر اسلام غالب آئیگا۔ اور وہ زمانہ جس میں اسلام نے
غالب آنا ہے اس میں آپ لوگ داخل ہو چکے ہیں اور آپ کو
اس کا احساس ہونا چاہیئے۔ اگر یہ احساس ہر احمدی بچے
اور جوان میں پیدا ہو جائے کہ ہم اس زمانہ میں داخل ہو چکے ہیں
جس میں اسلام کے مقدر میں عظیم فتوحات اور عظیم غلبہ ہوگا تو یہ
احساس آپ کو ایسی تربیت پر مجبور کریگا کہ آپ صحیح معنی میں اور
اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اسلام کے سپاہی بن جائیں اور یہی ہم
دیکھنا چاہتے ہیں۔

دُنیا تو اس وقت پاگل ہوئی ہے۔ دنیا، دنیا کے
پیچھے لگی ہوئی ہے ـــ عارضی دنیا ـــ بے اطمینانیوں
سے بھری ہوئی دنیا ـــ پریشانیوں سے معمور دنیا ـــ
یہ وہ دنیا ہے جہاں ہلاکتیں ہی ہلاکتیں نظر آرہی ہیں۔ یہ
لوگ اپنے آپکو نشوں کے ذریعہ بُھلانا چاہتے ہیں اور بُھلا
نہیں سکتے۔ ہر دل میں بے اطمینانی ہے کہ ہم نے کیا کرنا چاہا
تھا اور کیا ہو رہا ہے؟! وہ اپنے مقصد کو نہیں پا سکے۔

اگر انسان کا مقصود یہ ہو کہ اس دنیا میں بھی اس کا
دل مطمئن رہے اور بشاشت کے ساتھ وہ زندگی کے دن
گزار سکے تو سوائے اسلام کے کہیں یہ بشاشت اور اطمینان
حاصل نہیں ہو سکتا۔ پیار ـــ حقیقی پیار تو انسان اللہ تعالیٰ
سے حاصل کرتا ہے اور اس پیار کے نتیجہ میں اطمینان اور
بشاشت ملتی ہے ـــ ورنہ جس قسم کی یلغار اس وقت
اسلام کے خلاف ہو رہی ہے اس سے اس شخص کو یقیناً
مایوسی ہوتی ہے جو کہلاتا تو مسلمان ہے لیکن اللہ تعالیٰ
سے قرب کا تعلق قائم نہیں کرتا۔

کئی لوگ مجھ سے اور احمدیوں سے پوچھتے رہتے
ہیں کہ آپ لوگ ہر وقت کہتے ہیں کہ اسلام غالب آئے گا
کیسے اسلام غالب آئے گا؟ ان کے دل مطمئن نہیں کیونکہ
انہیں اللہ تعالیٰ سے قرب اور محبت حاصل نہیں۔ لیکن
ایک احمدی کا دل مطمئن ہے۔ ہم اسکی قدرت کے نظارے

دیکھتے ہیں۔ آج ہی ایک تار آئی ہے۔ اس سے پتہ لگے گا کہ ہمارے دل کس طرح مطمئن ہیں؟ اور کیوں مطمئن ہیں؟

افریقہ میں عیسائیت صدیوں سے اپنے اور کاموں اور سکول کھولنے کے علاوہ ڈاکٹر بھی بھیج رہی ہے۔ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے اب دروازہ کھولا۔

حضور نے فرمایا کہ "پچھلے سال جب میں افریقہ گیا اور وہاں کے حالات دیکھے تو میں نے یہ سمجھا کہ ہمیں ان لوگوں کی خدمت جیسا کہ اسلام ہم سے چاہتا ہے اس طرح بھی کرنی چاہیئے کہ ہم طبی میدان میں بھی ان کی خدمت کریں اور ڈاکٹر بھیجیں۔"

ہمارے احمدی مشنری ڈاکٹرز اور عیسائی مشنریوں میں جو فرق ہے اسکی ایک مثال دیتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ ایک امریکن عیسائی جو آجکل غانا میں مختلف پراجیکٹس پر ریسرچ کا کام کر رہے ہیں پچھلے دنوں یہاں آئے اور انہوں نے بتایا کہ غانا میں عیسائیوں کے ایک ہسپتال کے ایک پادری ڈاکٹر نے ایک افریقن کو ٹھوکریں مار مار کر اپنے ہسپتال سے باہر نکالا اور اسکو کہا کہ تم سارے افریقن وحشی درندے ہو۔ گویا انسانیت کی محبت اکوئی نہیں کھوکھلے دعوے ہیں۔

اسکے مقابلے میں چند دن ہوئے ہمارا ڈاکٹر وہاں پہنچا ابھی اس ہیلتھ سنٹر کا افتتاح بھی نہیں ہوا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ فضل کیا کہ جن مریضوں کو اس پادری ڈاکٹر نے لاعلاج قرار دیکر نکال دیا تھا ان مریضوں کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے ڈاکٹر کے ہاتھ سے شفا دینی شروع کی۔

اب یہ تو میری طاقت یا آپ میں سے کسی کی طاقت یا ہم سب کی مل کے طاقت نہیں کہ یہ ایک نظارہ دنیا کو دکھائیں کہ بڑے بڑے ماہر سمجھے جانے والے ڈاکٹروں کی نگاہ میں جو مریض لاعلاج ہیں ایک احمدی ڈاکٹر کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ ان کے لئے شفا رکھ دے۔

ہماری کوشش کا پہلا درجہ (FIRST PHASE OF PROJECT) یہ تھا کہ ان چار ملکوں (غانا، نائیجیریا، سیرالیون اور گیمبیا) میں ہم چار چار ڈاکٹر بھیج دیں گے۔ غانا میں چونکہ زیادہ ضرورت تھی وہاں عیسائی زیادہ زوروں میں ہیں وہاں چار پورے ہوگئے ہیں۔ سیرالیون میں دو پہنچ گئے ہیں۔ امید ہے کہ انشاء اللہ باقی دو بھی جلد ہی پہنچ جائیں گے۔ گیمبیا میں مجموعی طور پر سات جانے تھے۔ دو پہنچ چکے ہیں باقی تیار ہیں۔

سیرالیون میں جو پہلے ڈاکٹر پہنچے ہیں ان کو جورو کے علاقہ میں جہاں ہمارا انٹرمیڈیٹ کالج اور ہائر سیکنڈری سکول ہے متعین کیا گیا۔ جب اس علاقے میں ڈاکٹر پہنچا تو پیراماؤنٹ چیف کئی سو آدمیوں کو لیکر ناچتے گاتے ہوئے وہاں پہنچ گئے ان کو کہا بھی گیا کہ ہمیں یہ چیزیں پسند نہیں تو وہ کہنے لگے کہ آج تو ہماری خوشی کا دن ہے آج ہمیں ناچ لینے دو۔

آج وہاں سے تار آئی ہے کہ وہاں پانچ ہزار آدمیوں نے ہیلتھ سنٹر کے افتتاح میں حصہ لیا۔ جن میں درجنوں چیف اور پیراماؤنٹ چیف، پادری، سکالرز، پروفیسرز شامل تھے اور اتنی خوشی ان لوگوں نے وہاں منائی جس کی کوئی حد نہیں۔

اور جہاں بھی ہمارا ڈاکٹر گیا اللہ تعالیٰ وہاں انکے ذریعہ شفا بھی دیتا ہے ۔۔۔ ایک ہے ہماری کوشش جو ہر آدمی کرتا ہے۔ ایک عیسائی بھی کرتا ہے۔ انکے پاس دولت زیادہ ہے۔ ان کی ظاہری کوشش ہم سے بڑھی ہوئی

ہے ۔ ہمارے پاس مال کم ہے ۔ ہماری ظاہری کوشش
عیسائیوں سے کم ہے ۔ یہ تو ظاہری چیز ہے یا چھلکا کہہ لیجئے
لیکن ایک اندر کی بات ہے کہ پادری ڈاکٹر کا ذہن جس
مریض کو لاعلاج قرار دے اللہ تعالیٰ ایک احمدی کے ہاتھ
میں اس کے لئے شفا ڈال دے ۔ یہ جو باطنی چیز ہے یہ
اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی ۔ اور
اللہ تعالیٰ کا یہ باطنی تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
عظیم رُوحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ
ظاہر ہو رہا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت سے پیار کرتا
ہے اور اس پیار کے جلوے بڑوں کو بھی اور چھوٹوں
کو بھی دکھاتا ہے ۔ ہم جب سوچتے ہیں تو ہمیں یہ احساس
ہوتا ہے کہ اتنا عظیم پیار ہے اللہ تعالیٰ کا کہ ساری عمر
بدلہ دیتے ہوئے گزرے تو بدلہ ادا نہیں ہو سکتا ۔
انسان کو شکر کا حکم ہے اگر شکر کے طور پر تمام عمر ہم
الحمد پڑھتے رہیں تو ایک پیار کے مقابلے میں بھی ہماری
حمد اور شکر کافی نہیں ۔ اور یہاں یہ حال ہے کہ بعض
دفعہ ایک ایک دن میں محبت اور پیار کے اور اپنی
قدرتوں کے بے شمار جلوے ہمیں اللہ تعالیٰ دکھاتا ہے ۔
یہ احساس آپ کے دل میں پیدا ہونا چاہیئے ۔
آپ اِدھر اُدھر نہ دیکھیں ۔ آپ کا راستہ بالکل سیدھا
ہے اور یہ راستہ اللہ تعالیٰ کے قرب کی طرف لیجانے
والا ہے ۔ آپ پہلے جلووں کی طاقت پر اور ریل پر آگے
بڑھیں اور مزید جلووں کو حاصل کریں ۔ یہاں تک کہ
اللہ تعالیٰ کا وہ جلوہ میسّر آجائے جسے ہم خاتمہ بالخیر
کہتے ہیں ـــــ جس کے بعد اللہ تعالیٰ کے پیار کے جلوے
اس کے غضب کے جلووں سے تبدیل نہیں ہُوا کرتے ۔
آپ کے لئے راستہ ایک ہی ہے اور وہ بڑا
سیدھا راستہ ہے یعنی صراطِ مستقیم ۔
یہ آپ کو خدا کے اُس پیار تک لے جانے والا ہے جس
کے بعد کوئی تکلیف، کوئی گھبراہٹ اور کوئی پریشانی
نہیں رہتی اور خاتمہ بالخیر ہو جاتا ہے ۔
اللہ تعالیٰ آپ کا بھی اور ہمارا بھی خاتمہ بالخیر
کرے اور ہمیں بھی یہ توفیق دے کہ اس کی راہ میں وہ
کام کریں اور کرتے چلے جائیں جو اُس کے پیارے اور
محبوب ہوں جن سے وہ خوش ہو اور جن کے نتیجہ
میں وہ ہمیں اپنا پیار دے ـــــ وہ پیار ـــــ کہ
جس کے بعد نہ کوئی اور پیار ـــــ بلکہ دنیا کی کسی اور
چیز کی کوئی حقیقت باقی نہ رہے ۔

اس کے بعد حضور نے دُعا کروائی +

ایک تحقیقی مقالہ

بیعتِ اُولیٰ کی تاریخ
جدید تحقیق کی روشنی میں!

(از محترم مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

سلسلہ احمدیہ میں بیعتِ اُولیٰ کی تاریخی اہمیت

سلسلہ احمدیہ میں لدھیانہ کی بیعتِ اُولیٰ کو جو تاریخی اہمیت حاصل ہے وہ کسی احمدی سے قطعاً پوشیدہ نہیں۔ اور یہ مسلمہ امر ہے کہ یہ اہم واقعہ (جس نے آیندہ چل کر مذہبی دُنیا پر ایک ہمہ گیر اور انقلاب انگیز اثر ڈالا) مارچ ۱۸۸۹ء میں پیش آیا جبکہ حاجی الحرمین الشریفین حضرت حکیم الامّت مولانا حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیروی رضی اللہ عنہ نے حضرت بانیٔ جماعتِ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک پر سب سے پہلے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ علاوہ ازیں اس پر بھی اتفاقِ رائے ہے کہ اس آسمانی اور بابرکت تقریب کے پہلے روز چالیس قدوسیوں کا پاک نہاد، صاف باطن اور خوش نصیب قافلہ بیعت امام الزمانؑ کر کے داخلِ سلسلہ ہوا تھا۔ مگر اس بیعت اولیٰ کا آغاز شمسی و قمری اعتبار سے کس معیّن تاریخ کو ہوا؟؟ یہ مسئلہ جماعتِ احمدیہ کے علمی حلقوں میں ابھی تک زیرِ تحقیق چلا آرہا ہے اور ایک معرکۃ الآراء موضوع بنا ہوا ہے۔

بنیادی تحقیق کے لئے روشنی کے مینار

میرے نزدیک اس خالص علمی مسئلہ میں تحقیق و تفحص کے ذریعہ سے کسی نتیجہ خیز اور صحیح منزل کو پانے کے لئے مندرجہ ذیل حقائق بہترین مشعلِ راہ اور روشنی کے مینار ہیں۔

اوّل - حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک طرف اپنے اشتہار ۴ مارچ ۱۸۸۹ء میں بیعت پر مستعد اصحاب کے لئے یہ اعلان عام فرمایا کہ:۔

"تاریخ ہذا سے جو ۴؍مارچ ۱۸۸۹ء ہے ۲۵؍مارچ تک یہ عاجز لودیانہ محلہ جدید میں مقیم ہے اس عرصہ میں اگر کوئی صاحب آنا چاہیں تو لودیانہ میں ۲۰ تاریخ کے بعد آجاویں۔"
(تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ ۱۵۱ حاشیہ مرتبہ حضرت میر قاسم علی صاحبؓ)

دوسری طرف حضور انورؑ نے حکیم الامت حضرت مولانا حکیم نورالدین رضی اللہ عنہ کو یہ خصوصی ہدایت فرمائی کہ:-

"بجائے بیس کے بائیس کو آپ تشریف لاویں...... یہ عاجز ارادہ رکھتا ہے کہ ۱۵؍مارچ ۱۸۸۹ء کو دو تین روز کے لئے ہوشیار پور جاوے اور ۱۹؍مارچ یا ۲۰؍مارچ کو بہر حال واپس آجاؤں گا۔" (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ صفحہ ۶۵ مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی مدیر الحکم)

اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کا منشاء مبارک بائیس مارچ کے بعد سلسلۂ بیعت کے آغاز کا تھا ورنہ حضور علیہ السلام حضرت مولوی صاحبؓ کو جو اُن دنوں جموں میں قیام فرما تھے جموں سے بائیس مارچ کو پہنچنے کا حکم نہ دیتے بلکہ بائیس مارچ سے پہلے وارد لدھیانہ ہونے کی تاکید فرماتے خصوصاً اسلئے بھی کہ حضرت مولوی صاحبؓ نے ایک عرصہ سے حضورؑ کی خدمت میں عرض کر رکھا تھا کہ جب حضور کو جناب الٰہی سے بیعت کا اذن ہو تو سب سے پہلے بیعت آپ کی لی جائے اور حضورؑ اس درخواست کو ازراہِ شفقت قبول فرما چکے تھے۔

(۵) حضرت مولانا عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ سیدنا المسیح الموعود علیہ السلام کے نہایت جلیل القدر اور مشہور صحابی، سرخ چھینٹوں کے کشفی نشان کے حامل، براہین احمدیہ کی طباعت میں مخلص معاون اور مشہور سفر ہوشیار پور ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خصوصی خادم تھے۔ حضورؑ نے اپنے قلم مبارک سے ازالہ اوہام میں اُن کے لئے بہت تعریفی کلمات لکھے ہیں۔ حضورؑ نے تحریر فرمایا ہے:- "یہ جوان صالح اپنی فطرتی مناسبت کی وجہ سے میری طرف کھینچا گیا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ان وفادار دوستوں میں سے ہے جن پر کوئی ابتلاء جنبش نہیں لا سکتا وہ متفرق وقتوں میں دو دو تین تین ماہ تک بلکہ زیادہ بھی میری صحبت میں رہا۔ ..... یہ نوجوان درحقیقت اللہ اور رسول کی محبت میں ایک خاص جوش رکھتا ہے۔ الغرض میاں عبداللہ نہایت عمدہ آدمی اور میرے منتخب محبوں میں سے ہے۔" (ازالہ اوہام طبع اوّل صفحہ ۷۹۶)

حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ نے بیعت اُولیٰ میں چوتھے نمبر پر بیعت کی اور جیسا کہ آپ فرمایا کرتے تھے جہاں دوسرے مبائعین کو حضورؑ کے حکم سے شیخ حامد علی صاحبؓ نے کمرۂ بیعت میں جانے کی آواز دی وہاں حضور انورؑ نے خود آپ کو نام لیکر بلایا تھا۔ (الفضل ۲۱؍اکتوبر ۱۹۲۳ء)

اِس شان کے خدا نما بزرگ اور مسیحِ محمدی کے منتخب محبّ کا واضح اور قطعی بیان یہ ہے کہ :-

"پہلے دن جب آپؑ نے بیعت لی تو وہ تاریخ ۲۰ ر رجب ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۳ ر مارچ ۱۸۸۹ء تھی۔" (سیرت المہدی حصّہ اوّل طبع دوم صفحہ ۷ مرتبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ طبع اوّل ۱۰ ر دسمبر ۱۹۲۳ء ۔ طبع ثانی ۱۴ ر نومبر ۱۹۳۵ء)

سوم ۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب (عرفانی) کا نام نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ کا مقام سلسلہ احمدیہ کے پہلے صحافی اور پہلے مؤرخ کے لحاظ سے نہایت بلند ہے۔ حضرت عرفانی رضی اللہ عنہ گو پہلے دن بیعت سے مشرّف نہیں ہوئے تھے مگر وہ اُن ایام میں لدھیانہ میں تھے اور اُنہیں دنوں داخلِ بیعت ہو گئے تھے۔ حضرت شیخ صاحب موصوفؓ بھی حضرت مولانا عبداللہ صاحب سنوریؓ کی تائید میں یہ نظریہ رکھتے تھے کہ بیعت کا اصل دن ۲۰ ر رجب ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۳ ر مارچ ۱۸۸۹ء ہی ہے۔ (حیاتِ احمد جلد سوم صفحہ ۲۸)

چہارم ۔ حضرت سیّدنا محمود المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی قطعی رائے تھی کہ بیعت اُولیٰ ۲۳ ر مارچ ۱۸۸۹ء کو ہوئی تھی بلکہ حضورؓ نے صرف اسی بناء پر ۲۳ ر مارچ ۱۹۴۴ء کا دن جلسۂ مصلح موعود لدھیانہ کے لئے مقرر فرمایا اور پھر اس میں بنفسِ نفیس شرکت کی اور اپنے رُوح پرور خطاب کی ابتداء ہی اِن مبارک کلمات سے فرمائی کہ :-

"اِس شہر لدھیانہ میں ۲۳ ر مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ..... نے بیعت لی تھی۔" (الفضل ۱۸ ر فروری ۱۹۵۹ء)

پنجم ۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کا مسلک بھی اسی کے مطابق تھا۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں :-

"سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لدھیانہ کے مقام پر سب سے پہلی بیعت ۲۳ ر مارچ ۱۸۸۹ء کو لی تھی اور جماعت احمدیہ کا قیام معرضِ وجود میں آیا تھا۔"
(الفضل ۱۸ ر مارچ ۱۹۵۹ء صفحہ ۲)

ششم ۔ دار البیعت لدھیانہ میں ۱۹۱۶ء سے ۱۹۴۷ء تک جو کتبہ بطور یادگار نصب رہا اُس پر بھی ۲۳ ر مارچ ۱۸۸۹ء ہی کی تاریخ ثبت تھی۔ (ریویو آف ریلیجنز اردو جون جولائی ۱۹۴۳ء صفحہ ۲۶ تا ۳۹)

ہفتم ۔ سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کے زمانۂ خلافت کے آخری دَور میں "یومِ مسیح موعودؑ" کی

بنیاد پڑی اور ساتھ ہی حضور پُرنور کی اجازت و استصواب کے بعد مرکزِ احمدیت سے مسلسل اعلان کیا گیا کہ بیعتِ اولیٰ کی تاریخ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء ہے۔ (الفضل ۴ مارچ ۱۹۵۸ء صفحہ ۱)

ہشتم۔ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے (سلسلہ احمدیہ کے نامور مؤلف و محقق) کی قطعی رائے بھی اسی تاریخ کے حق میں تھی۔ چنانچہ آپ اپنی کتاب "لائف آف احمد" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"THE FORMAL INITIATION BEGAN ON MARCH 23RD, 1889 (20 RAJAB, 1306 A.H)

(صفحہ ۱۵۴ مطبوعہ ۱۹۴۹ء مطابق ۱۳۲۸ ہش)

نہم۔ خالدِ احمدیت مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل نے یوم جمہوریہ پاکستان کے موقعہ پر ۲۳ مارچ ۱۹۵۷ء کو ایک مضمون سپردِ قلم کیا جس میں نہ صرف محولہ بالا تاریخِ بیعت کی مکمل تائید کی بلکہ یہ نہایت ایمان افروز اور لطیف نکتہ بھی بیان فرمایا کہ:۔

"ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علم کے بغیر کوئی پتہ بھی ہل نہیں سکتا۔ پس اس لحاظ سے کوئی واقعہ اتفاقی نہیں ہے بلکہ ہر کام، ہر حادثہ اور ہر سانحہ اللہ تعالیٰ کے علم اور عظیم حکمت کے ماتحت وقوع پذیر ہوتا ہے۔ الٰہی تصرفات میں سے یہ عجیب تصرف ہے کہ ۲۳ مارچ کو ہی اس زمانہ کے مامور نے روحانی جماعت کا عملی طور پر سنگِ بنیاد رکھا اور اسی تاریخ[۱] کو مادی دنیا میں ارضِ مقدسہ (پاکستان) بننے پر اس کے جمہوریہ اسلامیہ قرار پانے کا اعلان کیا جاتا ہے۔ بہرحال جماعتِ احمدیہ کے لئے ۲۳ مارچ کی تاریخ نہایت ہی اہم اور خوشی کی تاریخ ہے۔"

(الفضل ۲۸ مارچ ۱۹۵۷ء صفحہ ۵ کالم ۴)

سیدنا المصلح الموعودؓ کی ہدایتِ خاص، حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوریؓ کے چشمدید بیان، حضرت عرفانیؓ کے تائیدی نظریہ، حضرت مصلح موعودؓ کے واضح فرمان، حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد اور مولانا ابوالعطاء صاحب کی حتمی رائے، دارالبیعت کے یادگاری کتبہ اور جماعت احمدیہ کے اجتماعی مسلک سے سوائے اس کے اور کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوسکتا کہ ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء ہی کو جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا تھا۔

---

[۱] خدا کی قادرانہ تجلیات کا یہ بھی عجیب نظارہ ہے کہ قرار داد پاکستان ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء ہی کو پاس کی گئی تھی۔
(فتبارک اللہ احسن الخالقین)

تصویر کا دوسرا رُخ

اب تصویر کا دوسرا رُخ ملاحظہ ہو۔ یعنی اُن محرّکات و عوامل کا تجزیہ کیجئے جو اس صاف اور دو ٹوک نتیجہ پر اثر انداز ہو سکتے ہیں اور ہوتے ہیں۔ اِس تعلق میں بنیادی طور پر صرف دو امور پیش کئے جا سکتے ہیں۔

۱۔ قدیم رجسٹر بیعت میں مندرج تاریخ۔

۲۔ حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوریؓ کی بیان فرمودہ قمری و شمسی تاریخوں میں عدم موافقت۔

اوّل الذکر سے بظاہر اس خیال کو بہت تقویت حاصل ہوتی ہے کہ سلسلہ بیعت در اصل ۲۱ مارچ ۱۸۸۹ء سے جاری ہو چکا تھا اور قادیان، کانگڑہ، غوث گڑھ، جموں، مالیر کوٹلہ، شاہ پور، کرڑیانہ، جھنیٹ اور لدھیانہ وغیرہ کے چھیالیس بزرگ بیعت ہو چکے تھے۔

ثانی الذکر امر یہ بھاری شبہ ڈالتا ہے کہ بیعتِ اُولیٰ کی ابتداء ۲۱ یا ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کی بجائے ۲۲ مارچ کو ہوئی تھی کیونکہ مشہور مصری فاضل محمد مختار پاشا کی تقویم "التوفیقات الالھامیۃ" سے ثابت ہوتا ہے کہ ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ کو ۲۲ مارچ ۱۸۸۹ء کا دن تھا۔[۱]

قدیم رجسٹر بیعت پر ایک طائرانہ نظر

قدیم رجسٹر بیعت جو تاریخ احمدیت کی ایک مقدس دستاویز اور بیعتِ اُولیٰ کے دَور کی نہایت بیش قیمت یادگار ہے آج تک خلافت لائبریری ربوہ میں محفوظ ہے۔ یہ رجسٹر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے حکم سے تیار کیا گیا تھا اور اس کا نام "بیعتِ توبہ برائے حصولِ تقویٰ و طہارت" تجویز فرمایا گیا۔ اِس رجسٹر کی تحریر مختلف ہاتھوں میں رہی۔ بعض نام حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنے قلم سے لکھے بعض حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ اور دوسرے بزرگوں نے۔ اِس رجسٹر کا پہلا ورق چونکہ ضائع ہو چکا ہے اسلئے اس کے ابتدائی ناموں کا پتہ نہیں چلتا۔ اپریل ۱۹۳۹ء میں قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے پہلی بار اُس کے ابتدائی ۶۲ اندراجات اپنی کتاب سیرۃ المہدی حصہ سوم میں شائع فرمائے تو اس کے پہلے آٹھ نام بعض زبانی اور مستند روایات سے قیاساً درج کرکے اس کے پہلے نمبر پر ۱۹ رجب ۱۳۰۶ھ اور ۲۱ مارچ ۱۸۸۹ء

۱؎ جماعت احمدیہ میں اس پہلو کی طرف غالب رجحان مارچ ۱۹۶۳ء کے آخر میں پیدا ہوا جبکہ سیدی قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے مجلس مشاورت میں ارشاد فرمایا "مزید تحقیق کے نتیجہ میں یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ در اصل بیعت اولیٰ ۲۳ مارچ کو نہیں بلکہ ۲۲ مارچ کو ہوئی تھی اور چاند کے حساب سے وہ ۲۰ رجب کا دن تھا۔" (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۳۶۲ھش / ۱۹۶۳ء صفحہ ۱۱۸)

کی تاریخوں کا اسلئے اضافہ فرمادیا کہ رجسٹر میں سینتالیسویں نمبر پر پہلی تاریخ جو بطور یادداشت درج تھی وہ ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ اور ۲۲ مارچ ۱۸۸۹ء تھی۔

سیرت المہدی حصہ سوم کی اس فہرست سے یہ تأثر پیدا ہوتا ہے کہ ۱۹ رجب ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۱ مارچ ۱۸۸۹ء ہی کو یوم البیعت تسلیم کیا جانا چاہیئے جیسا کہ حال ہی میں بیرونِ پاکستان کے ایک فاضل دوست نے راقم الحروف کے نام اپنے ایک تازہ مکتوب میں لکھا ہے اور زور دیا ہے کہ رجسٹر کی اندرونی شہادت کو کیوں قبول نہیں کیا جاتا ؟

بلاشبہ یہ قدیم رجسٹر بیعت ایک مستند، وقیع، قابلِ استناد اور ثقہ شہادت سابقون الاوّلون کے اسماءِ مبارکہ کی ہے اور کوئی احمدی محقق خواہ وہ کتنی عظیم علمی شخصیت کا حامل ہو اور تاریخ نویسی اور وقائع نگاری میں سندِ عام کا درجہ حاصل کرے اس سے بے نیاز ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ بایں ہمہ قابلِ غور و فکر پہلو یہ ہے کہ یہ شہادت کس نوعیت کی ہے ؟ اگر یہ شہادت اس بات کی ہے کہ سلسلہ احمدیہ سے وابستہ ہونیوالے قدیم ترین فدائیوں کے نام اور کوائف کیا تھے تو یہ سو فیصدی درست ہے اور اگر شہادت سے مراد یہ ہے کہ اس سے بیعت کرنے والوں کی ٹھیک ٹھیک عملی ترتیب اور صحیح صحیح تاریخ کی نشاندہی ہوتی ہے تو قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اور حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہما جیسے اکابر محققینِ احمدیت کی رائے میں بھی اس کا جواب یکسر نفی میں ہے حتّٰی کہ سرے سے اس بات کا بھی کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ اس میں مندرج تواریخ ہجری و شمسی عین بیعت کے وقت لکھی گئی تھیں۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ سیرۃ المہدی حصہ سوم میں فرماتے ہیں :-

"بیعت کنندگان کے رجسٹر سے جو مجھے مکرم میر محمد اسحاق صاحبؓ کے ذریعہ دستیاب ہوا ہے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ آیا بیعت کے وقت ہی اس رجسٹر میں فوراً اندراج کر لیا جاتا تھا یا کہ بیعت کے بعد چند اسماء اکٹھے درج کر لئے جاتے تھے۔ موخرالذکر صورت میں اس بات کا امکان ہے کہ بوقت اندراج اصل ترتیب سے کسی قدر اختلاف ہو جاتا ہو۔ بلکہ بعض اندراجات سے شبہ ہوتا ہے کہ بعض اوقات ایسا ہو جاتا تھا کیونکہ بعض صورتوں میں زبانی روایات اور اندراج میں کافی اختلاف ہے۔" (صـ۱۴)

"کافی اختلاف" کی بعض نہایت واضح مثالیں

حضرت قمر الانبیاء رضی اللہ عنہ (نوّر اللہ مرقدہٗ) نے مندرجہ بالا تحریر میں جس "کافی اختلاف" کی طرف

نہایت اجمالی مگر بلیغ رنگ میں اشارہ فرمایا ہے اس کی بعض نہایت واضح مثالیں بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا، حضرت سیدنا المصلح الموعودؓ، حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اور دوسرے اکابر سلسلہ اس رائے پر متفق ہیں کہ پہلے دن چالیس بزرگوں نے بیعت کی تھی (سیرۃ المہدی حصہ اوّل صفحہ ۱۸، سیرت مسیح موعودؑ از حضرت مصلح موعودؓ، سلسلہ احمدیہ صفحہ ۲۹ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، ذکرِ حبیبؑ صفحہ ۹ مؤلفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بھیروی)۔ اس مسلّمہ حقیقت کے باوجود رجسٹر بیعت کے ابتدائی اوراق میں چالیس کی بجائے چھیالیس کے نام لکھے ہیں۔

۲۔ رجسٹر بیعت میں تینتالیسویں نمبر پر حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی و نامِ نامی درج ہے حالانکہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی (بروایت حضرت مولانا عبداللہ صاحب سنوریؓ) لکھا ہے کہ "بیعتِ اُولیٰ کے دن مولوی عبدالکریم صاحبؓ بھی وہیں موجود تھے مگر بیعت نہیں کی"۔ (سیرۃ المہدی حصہ اوّل طبع دوم صفحہ ۸)

۳۔ دنیائے احمدیت کے نہایت ممتاز، مخلص اور فدائی بزرگ اور حضرت مسیح موعودؑ کے عاشقِ صادق حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی سوانح اور روایات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت اقدس علیہ السلام نے بیعت کے لئے اشتہار دیا تو اگرچہ حضرت منشی رُوڑا خان صاحبؓ اشتہارِ بیعت ملتے ہی لدھیانہ روانہ ہو گئے تھے اور حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ اور حضرت میاں محمد خان صاحبؓ کپورتھلویؓ دوسرے دن چل کر تیسرے دن صبح لدھیانہ پہنچے مگر کپورتھلہ کی ان تینوں بلند پایہ شخصیتوں نے بیعتِ اُولیٰ کے پہلے روز ہی بیعت کر لی تھی۔ پہلے حضرت منشی رُوڑا خان صاحب بیعت ہوئے، پھر حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ اور بعد ازاں حضرت محمد خان صاحبؓ۔ (اصحابِ احمد جلد چہارم طبع اوّل صفحہ ۹۱) مگر اس واقعہ کے برعکس رجسٹر بیعت میں ۲۰ مارچ کی تاریخ کے تحت ہمیں صرف حضرت منشی رُوڑا خان صاحبؓ کا نام ملتا ہے اور بقیہ دو عشاقِ مسیح موعودؑ کے مبارک اسماء ۲۳ مارچ میں درج کئے گئے ہیں۔

ایک اہم سوال اور اس کا جواب

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان عالی مقام، مجسّم اخلاص اور سراپا فدائیت وجودوں اور شمعِ مسیح کے زندہ جاوید اور بے مثال پروانوں کی واقعاتی شہادتوں اور رجسٹر بیعت کے اس حیرت انگیز اور بالکل کھلے کھلے تفاوت و اختلاف کی آخر وجہ کیا ہے؟ اور کیا ان میں مطابقت کی کوئی صورت ممکن ہے؟

یہ ناچیز جواباً عرض کرتا ہے کہ اگر گہری تحقیق سے کام لیا جائے تو یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ رجسٹر بیعت کے اندر اجات کی اصل اور بنیادی ترتیب بیعتِ اُولیٰ کے مبائعین کی عملی بیعت کے اعتبار سے نہیں بلکہ قبل از وقت بیعت کی اطلاع دینے والوں یا بیعت کی خاطر حضرت اقدسؑ کی خدمت میں لدھیانہ پہنچ جانے والوں کے اعتبار سے ہے۔ یہ محض قیاسی یا اجتہادی امر نہیں بلکہ اس کا سراغ براہِ راست سیدنا المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُس اشتہار سے بخوبی ملتا ہے جو حضورؑ نے بیعتِ اُولیٰ سے قبل شائع فرمایا اور جس میں رجسٹر بیعت کی غرض وغایت پر بھی روشنی ڈالی گئی تھی۔

چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام نے اشتہار ۴ر مارچ ۱۸۸۹ء میں بیعت کے لئے مستعد اصحاب کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرمایا:-

"اے اخوان مومنین (ایدکم اللہ بروح منہ) آپ سب صاحبوں پر جو اس عاجز سے خالصاً بطلب اللہ بیعت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں واضح ہو کہ بالقاء ربّ کریم جلیل (جس کا ارادہ ہے کہ مسلمانوں کو انواع واقسام کے اختلافات اور غلّ اور حقد اور نزاع اور فساد اور کینہ اور بغض سے جس نے ان کو بے برکت ونکمّا کر دیا ہے نجات دیکر فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖۤ اِخْوَانًا کا مصداق بنا دے) مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض فوائد و منافع بیعت کے جو آپ لوگوں کے لئے مقدّر ہیں اس انتظام پر موقوف ہیں کہ آپ سب صاحبوں کے اسماء مبارکہ ایک کتاب میں بقید ولدیّت وسکونت مستقل وعارضی اور کسی قدر کیفیت کے (اگر ممکن ہو) اندراج پاویں اور پھر جب وہ اسماء مندرجہ کسی تعدادِ موزوں تک پہنچ جائیں تو اُن سب ناموں کی ایک فہرست تیار کر کے اور چھپوا کر ایک ایک کاپی اس کی تمام بیعت کرنے والوں کی خدمت میں بھیجی جائے اور پھر جب دوسرے وقت میں نئے بیعت کرنے والوں کا ایک معتدبہ گروہ ہو جائے تو ایسا ہی اُن کے اسماء کی بھی فہرست تیار کر کے تمام مبائعین یعنے داخلینِ بیعت میں شائع کی جائے اور ایسا ہی ہوتا رہے جب تک ارادۂ الٰہی اپنے اندازۂ مقدرہ تک پہنچ جائے.... .... مگر چونکہ یہ کارروائی بجز اس کے باسانی وصحت انجام پذیر نہیں ہو سکتی کہ خود مبائعین اپنے ہاتھ سے خوشخط قلم سے لکھ کر اپنا تمام پتہ ونشان بتفصیل مندرجہ بالا بھیج دیں اس لئے ہر صاحب کو جو صدق دل اور خلوص تمام سے

---

[1] نقل مطابق اصل (ناقل)

بیعت کرنے کے لئے مستعد ہیں تکلیف دی جاتی ہے کہ وہ بتحریر خاص اپنے پورے پورے نام و ولدیت و سکونت مستقل و عارضی وغیرہ سے اطلاع بخشیں یا اپنے حاضر ہونے کے وقت یہ تمام امور درج کرا دیں "

(تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۵۲)

حضور انور کے محولہ بالا الفاظ سے ایک گمشدہ کڑی یہ اطلاع ملتی ہے اور یہ صداقت نمایاں ہو کر ابھر آتی ہے کہ رجسٹر بیعت میں ناموں کا اندراج بیعت اولیٰ کے انعقاد سے بھی قبل شروع کیا جا چکا تھا۔ لہذا یہ سمجھنا کہ اس رجسٹر میں عین بیعت اولیٰ کے وقت یا اس کے دوران یا معاً بعد اندراج ہوا یا اس میں درج شدہ تاریخ لازماً بیعت کی تاریخ ہو گی (جہاں تک بیعت اولیٰ کے پہلے دن کا تعلق ہے) یقیناً صحیح نہیں ہو سکتا۔ ہاں استثنائی طور پر یہ ضرور ممکن ہے کہ کسی بزرگ کی لدھیانہ پہنچنے، بیعت سے مشرف ہونے اور رجسٹر میں اس کے اندراج کی تاریخ ایک ہی ہو مگر یہ اتفاقی چیز ہے جس کو بہر کیف کلیہ کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔

سربستہ راز کا انکشاف

اس وضاحت سے یہ عقیدہ لاینحل اور سربستہ راز بھی خود بخود منکشف ہو جاتا ہے کہ رجسٹر بیعت میں

- پہلے دن کی تاریخ میں بیعت کرنے والے چالیس ۴۰ بزرگوں کی بجائے چھیالیس ۴۶ بزرگوں کا کیوں ذکر ہے؟
- اور جب حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رضی سیالکوٹی نے پہلے دن بیعت ہی نہیں کی تو پہلی تاریخ میں ان کا نام کیسے درج ہو گیا؟
- اسی طرح جب کپورتھلہ کے تینوں بزرگوں نے پہلے ہی دن بیعت کا اکٹھا شرف حاصل کیا تھا تو ان کے نام مبارک ۲۱ اور ۲۳ مارچ کی دو الگ الگ تاریخوں میں کیوں لکھے گئے؟

یہ اور اس نوعیت کی سب الجھنیں، دشواریاں اور پیچیدگیاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا وضاحتی اشتہار کی برکت سے بیک جنبش قلم ختم ہو جاتی ہیں اور گویا دن چڑھ جاتا ہے اور اب ہم اس کی بدولت یقین کی فولادی چٹان پر کھڑے ہو کر بلا تامل بتا سکتے ہیں کہ رجسٹر بیعت کے ابتدائی اوراق تو محض یہ راہ نمائی کرتے ہیں کہ کون کون سے بزرگوں نے بیعت پر آمادگی کی اطلاع دی یا بیعت کی خاطر بیعت اولیٰ کے انعقاد سے قبل لدھیانہ تشریف لے آئے۔ یہی اور صرف یہی وجہ ہے کہ ۲۲ مارچ سے قبل حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی سمیت لدھیانہ آنے والے چھیالیس بزرگوں کے نام مبارک ریکارڈ کئے گئے۔ بعینہ اسی حکمت سے حضرت

منشی رُوڑا خان صاحبؓ کا نام اُن کے ورودِ لدھیانہ کے بعد ۲۱ مارچ کو اور حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ اور حضرت محمد خان صاحبؓ کے اسماء مبارکہ کا نام ۲۳ مارچ کو درج رجسٹر کیا گیا۔

اس وضاحت سے ضمناً یہ بھی ثبوت ملتا ہے کہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے بیان کے مطابق چونکہ لدھیانہ پہنچتے ہی بیعت اُولیٰ کے پہلے روز دوسرے مخلصین کپورتھلہ کے ساتھ بیعت کی تھی اس لئے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کی جو تاریخ اُن کے نام کے ساتھ مندرج ہے حتمی طور پر وہی تاریخ بیعتِ اُولیٰ کے آغاز کی ہے۔

المختصر!! رجسٹر بیعت کے ابتدائی اوراق کی فہرست ہرگز ہرگز مبائعین کی واقعاتی ترتیب و تاریخ کے مطابق تیار اور مرتب نہیں ہوئی لہذا ۱۹ رجب ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۱ مارچ ۱۸۸۹ء کو بیعت اولیٰ کا دن قرار دینے کا کوئی جواز نہیں۔

قمری اور شمسی تاریخوں میں مطابقت کا پیچیدہ مسئلہ اور اس کا آسان حل

اب تحقیق طلب صرف یہ دوسرا امر رہ جاتا ہے کہ حضرت مولانا عبد اللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ نے بیعتِ اُولیٰ کی قمری تاریخ ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ اور شمسی تاریخ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء معین کی ہے۔ حالانکہ "التوفیقات الالہامیۃ" کی رُو سے ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ کو ۲۲ مارچ ۱۸۸۹ء کا دن بنتا ہے۔ اِس صورت میں آیا قمری تاریخ کو درست سمجھا جائے یا شمسی تاریخ پر اعتماد کیا جائے؟؟

اس ضمن میں یہ عاجز محض خدا کے فضل و کرم سے علیٰ وجہ البصیرت اس رائے پر قائم ہے کہ حضرت مولانا سنوری رحمۃ اللہ علیہ کی دونوں بیان فرمودہ تاریخیں ہی صحیح ہیں اور اگر کوئی "سہو" یا "غلطی" ہے تو وہ مصری تقویم "التوفیقات الالہامیۃ" کی ہے جس میں ۱۳۰۶ھ کے جمادی الثانی کو انتیس دن کا شمار کر کے یکم رجب ۱۳۰۶ھ کو ۳ مارچ ۱۸۸۹ء سے شروع کیا گیا ہے جو واقعہ کے خلاف ہے۔ حق یہ ہے کہ اس سال جمادی الثانی انتیس کی بجائے تیس کا تھا اور یکم رجب ۱۳۰۶ھ کو ۴ مارچ ۱۸۸۹ء کی اور ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ کو ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کی تاریخ تھی جیسا کہ حضرت میاں معراج الدین صاحب عمر رضی اللہ عنہ[۱] کی مشہور و معروف "ایک سو پچیس[۱۲۵] برس کی جنتری" سے ثابت ہے۔ یہ جنتری حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں یکم ستمبر ۱۹۰۶ء کو اشاعت پذیر ہوئی تھی۔ اس جنتری کے صفحہ ۲۱۴ پر مارچ ۱۸۸۹ء کا عیسوی، ہجری، شمسی اور بکرمی کیلنڈر حسب ذیل صورت میں درج ہے:-

---

[۱] بیعت ۱۸۹۱ء۔ وفات ۲۸ جولائی ۱۹۴۰ء

سنہ ۱۸۸۹ء بہ سنہ ۱۳۰۶ھ - ۱۲۹۶ف سمت سنہ ۱۹۴۵

یوم	مارچ	جمادی الثانی/رجب	پھاگن فصلی	پھاگن سمت
جمعہ	۱	۲۸	۱۴	۱۵ بدی
شنبہ	۲	۲۹	۱۵	سدی
یک شنبہ	۳	۳۰	۱۶	۲
دوشنبہ	۴	رجب	۱۷	۳
سہ شنبہ	۵	۲	۱۸	۴
چہارشنبہ	۶	۳	۱۹	۵
پنجشنبہ	۷	۴	۲۰	۶
جمعہ	۸	۵	۲۱	۶
شنبہ	۹	۶	۲۲	۷
یک شنبہ	۱۰	۷	۲۳	۸
دوشنبہ	۱۱	۸	۲۴	۹
سہ شنبہ	۱۲	۹	۲۵	۱۰
چہارشنبہ	۱۳	۱۰	۲۶	۱۱
پنجشنبہ	۱۴	۱۱	۲۷	۱۲
جمعہ	۱۵	۱۲	۲۸	۱۳

شنبہ	۱۶	۱۳	۲۹	۱۴
یک شنبہ	۱۷	۱۴	۳۰	۱۵
دوشنبہ	۱۸	۱۵	چیت	بدی چیت
سہ شنبہ	۱۹	۱۶	۲	۲
چہار شنبہ	۲۰	۱۷	۳	۳
پنجشنبہ	۲۱	۱۸	۴	۴
جمعہ	۲۲	۱۹	۵	۶
شنبہ	۲۳	۲۰	۶	۷
یک شنبہ	۲۴	۲۱	۷	۸
دوشنبہ	۲۵	۲۲	۸	۹
سہ شنبہ	۲۶	۲۳	۹	۱۰
چہار شنبہ	۲۷	۲۴	۱۰	۱۱
پنجشنبہ	۲۸	۲۵	۱۱	۱۲
جمعہ	۲۹	۲۶	۱۲	۱۳
شنبہ	۳۰	۲۷	۱۳	۱۴
یک شنبہ	۳۱	۲۸	۱۴	۱۵

مندرجہ بالا کیلنڈر کی رُو سے صاف کھل جاتا ہے کہ ۲۳ر مارچ ۱۸۸۹ء کو یقیناً ۲۰ر رجب ۱۳۰۶ھ کی تاریخ تھی۔ پس حضرت مولانا عبداللہ صاحب سنوری کی قمری و شمسی تاریخوں میں مکمل موافقت پائی جاتی ہے اور کسی

قسم کا کوئی تضاد نہیں۔ بنا بریں "اختلاف و تضاد" کے مفروضہ پر ۲۲ مارچ ۱۸۸۹ء کو یوم البیعت تجویز کئے جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

حضرت قمر الانبیاءؓ کا ناطق فیصلہ

چنانچہ حضرت قمر الانبیاء صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ اپنے ایک حقیقت افروز نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں:-

"میاں عبداللہ صاحب سنوریؓ نے پہلے دن کی بیعت کی تاریخ ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء) بیان کی ہے مگر رجسٹر بیعت کنندگان سے پہلے دن کی بیعت ۱۹ رجب اور ۲۱ مارچ ظاہر ہوتی ہے۔ یعنی نہ صرف تاریخ مختلف ہے بلکہ قمری اور شمسی تاریخوں میں مقابلہ بھی غلط ہو جاتا ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے میں نے گزشتہ جنتری کو دیکھا تو وہاں سے مطابق زبانی روایت ۲۰ رجب کو ۲۳ مارچ ثابت ہوتی ہے۔ پس یا تو رجسٹر کا اندراج چند دن بعد میں ہونے کی وجہ سے غلط ہو گیا ہے اور یا اس میں چاند کی رؤیت جنتری کے اندراج سے مختلف ہوئی ہوگی۔" (سیرت المہدی حصہ سوم صہ مطبوعہ ۳ فروری ۱۹۳۹ء)

اخبار "ریاض ہند" امرتسر سے مزید توثیق

حضرت میاں صاحب رضی اللہ عنہ کا یہ ناطق فیصلہ (کہ جنتری کی رُو سے ۲۰ رجب کو ۲۳ مارچ کی تاریخ ثابت ہوتی ہے) اپنی پُشت پر حقیقتوں اور صداقتوں کی ایک زبردست طاقت رکھتا ہے۔ چنانچہ اگر ۱۸۸۹ء کے جرائد کا مطالعہ کیا جائے تو ان سے بھی اس فیصلہ کی مزید توثیق ہوتی ہے۔ مثلاً اس وقت میرے سامنے امرتسر کے ہفت روزہ "ریاض ہند" کا فائل ہے۔ اس اخبار کے مالک و مہتمم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص و قدیم صحابی حضرت شیخ نور احمد صاحبؓ تھے جن کے "مطبع ریاض ہند" میں نہ صرف حضرت مسیح موعودؑ کی شہرۂ آفاق کتاب "براہین احمدیہ" کے تین حصے چھپے بلکہ دعویٰ ماموریت و مسیحیت کے بعد کی بہت سی کتابیں اور اشتہارات بھی زیور طبع سے آراستہ ہوئے اور یہ سلسلہ نہایت باقاعدگی کے ساتھ ۱۸۹۵ء میں "ضیاء الاسلام پریس" قادیان کی تنصیب تک جاری رہا۔ حضرت شیخ صاحبؓ کے اخبار "ریاض ہند" کو برصغیر کی صحافت میں یہ امتیاز حاصل ہے کہ یہی وہ اخبار تھا جس میں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا مشہور عالم اشتہار شائع ہوا۔ اسی میں جماعت احمدیہ کے سنگ بنیاد سے بھی برسوں قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریروں اور سفروں وغیرہ کی اکثر خبریں شائع ہوا کرتی تھیں۔ اور جہاں تک موجودہ تحقیق کا تعلق ہے "ریاض ہند" وہ اخبار ہے جس میں حضرت سیدنا

المصلح الموعودؓ کی ولادتِ باسعادت کی خبر شائع ہوئی[ل]۔ یہ اخبار اپنے سرورق پر ہمیشہ قمری اور شمسی تاریخوں کے اندراج کا خاص اہتمام کیا کرتا تھا۔ ماہ مارچ ۱۸۸۹ء میں اس اخبار کے چار نمبر شائع ہوئے جن پر بالترتیب حسب ذیل تاریخیں موجود ہیں:۔

۴ر مارچ ۱۸۸۹ء مطابق یکم رجب المرجب ۱۳۰۶ھ	یوم دوشنبہ
۱۱ر مارچ ۱۸۸۹ء مطابق ۸ر رجب المرجب ۱۳۰۶ھ	یوم دوشنبہ
۱۸ر مارچ ۱۸۸۹ء مطابق ۱۵ر رجب المرجب ۱۳۰۶ھ	یوم دوشنبہ
۲۵ر مارچ ۱۸۸۹ء مطابق ۲۲ر رجب المرجب ۱۳۰۶ھ	یوم دوشنبہ

محوّلہ بالا نقشہ سے جو اخبار "ریاض ہند" کے چار پرچوں سے مرتب کیا گیا ہے اس نظریہ پر مُہرِ تصدیق ثبت ہو جاتی ہے کہ "التوفیقات الالھامیۃ" میں یکم رجب ۱۳۰۶ھ کو جو ۲ر مارچ ۱۸۸۹ء کا دن شمار کیا گیا ہے وہ ہرگز درست نہیں۔ بلکہ اس کے برخلاف یہ ۴ر مارچ ۱۸۸۹ء کا دن تھا۔ اور ظاہر ہے کہ اس حساب کے مطابق ۲۰ر رجب ۱۳۰۶ھ کو شمسی تاریخ ۲۳ر مارچ ہی تھی جیسا کہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

خلاصۂ تحقیق

الغرض جس نقطۂ نگاہ اور زاویۂ خیال سے بھی دیکھا جائے اندرونی اور بیرونی، علمی اور واقعاتی شہادتوں اور عقلی و نقلی دلائل و براہین کی روشنی میں یہ حقیقت نیّر النہار کی طرح ایک قطعی اور فیصلہ کن صورت اختیار کر جاتی ہے کہ بیعتِ اُولیٰ لدھیانہ کی اصل اور صحیح تاریخ ۲۰ر رجب ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۳ر مارچ ۱۸۸۹ء ہے اور یقیناً یہی دن سلسلہ احمدیہ جیسی مقدس اور عالمی تحریک کی جماعتی زندگی کا پہلا اور مبارک دن ہے جو رہتی دنیا تک یوم الفرقان کی حیثیت سے یادگار رہے گا اور فرمانِ ایزدی "ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ" کا مصداق و مورد سمجھا جائے گا اور سلسلۂ بیعت سے بھی قبل کی یہ خدائی پیشگوئی ہر زمانہ میں پوری شان و شوکت سے پوری ہوتی رہے گی کہ:۔

"اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کو نشوونما دے گا یہاں تک کہ اُن کی کثرت اور برکت نظروں

ل اخبار "ریاض ہند" نے اپنی ۲۱ر جنوری ۱۸۸۹ء کی اشاعت میں صفحہ ۱ پر لکھا۔ "بڑی خوشی کی بات ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب کے گھر ۱۲ر جنوری کو لڑکا پیدا ہوا۔ خدا کرے یہی عمر پانے والا موعود ہو"۔

میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کی چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ ٹھہریں گے۔"
(اشتہار ۴ر مارچ ۱۸۸۹ء مشمولہ تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۵۵)

حضرتِ احدیّت کے حضور دُعا

اے ہمارے پیارے رب اور قادر و ذوالجلال خدا ہمیں اور ہماری سب آئندہ آنے والی نسلوں کو یہ توفیق عطا فرما کہ ہم اس تاریخی دن کی یاد کو ہمیشہ اپنے دلوں میں تازہ رکھیں اور ہمارے رگ و ریشہ اور ذرہ ذرہ میں رُوح و قلب کو تڑپا دینے والے وہ الفاظ بیعت دائمی طور پر نقش رہیں جو حضرت امام مہدی مسعود علیہ السلام بیعتِ اولیٰ کے موقع پر یا اس کے بعد ہر بیعت کنندہ سے کہلوایا کرتے تھے جن کی تفصیل نہایت جامعیت کے ساتھ دس شرائط بیعت میں موجود ہے اور جو آج بھی فضائے بسیط میں گونج رہے ہیں۔

یارب مرا بہر قدمم استوار دار　٭　واں روز خود مباد کہ عہد تو بشکنم

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین ٭ (بشکریہ ماہنامہ الفرقان ربوہ)

تربیتی کلاس کے متعلق ایک تأثر

"امسال خاکسار بھی تربیتی کلاس میں حاضر تھا۔ میں نے جو نظارہ وہاں دیکھا دنیا میں اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ یہ کلاس خدا تعالیٰ کے خاص فضل اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ ایک بہترین علمی ماحول میں جو پندرہ دن گزارے ہیں میری آنکھوں کے سامنے بار بار آتے ہیں۔ یہ شرف صرف الٰہی جماعتوں کو ہی حاصل ہوتا ہے۔ خاکسار نہایت کم علم انسان ہے میں نے اپنے دل میں ارادہ کیا ہے کہ ہر سال کلاس میں شامل ہو کر اپنے نفس کی اصلاح کرتا رہوں گا۔ پندرہ دن میں کوئی علم تو حاصل ہو نہیں سکتا لیکن علم حاصل کرنے کی بنیادی اینٹ ضرور رکھی جا سکتی ہے۔ یہ کلاس علم کے طالبوں کے لئے سنہری موقعہ ہے اس سے ضرور استفادہ حاصل کرنا چاہیئے۔ خاکسار کو کچھ مجبوریاں بھی تھیں اور بچے بھی بیمار تھے لیکن یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی خاکسار کو شامل ہونیکا موقعہ ملا اور پورے دن رہنے کا بھی جب دو دن گزر گئے تو سب مجبوریاں بھول گئیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنیکا کافی موقعہ ملتا رہا۔ اپنے دوستوں میں اتنی محبت ہو گئی کہ بھائیوں سے بھی بڑھ کر۔ اب میری آنکھیں پھر اگلے سال کا انتظار کر رہی ہیں کہ کب کلاس جاری ہو گی اور میں اس میں شامل ہونگا۔ آخر میں خاکسار تمام علماء کرام اور اپنے اساتذہ کا شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے اپنے قیمتی وقت سے ہمیں نوازا۔ اللہ تعالیٰ احمدیت کو جلد سے جلد دنیا میں ترقی عطا فرمائے اور مبلغین کو زیادہ سے زیادہ اسلام اور احمدیت کی خدمت کی توفیق دے آمین۔ (ڈیڈ حکیم منور احمد چک چٹھہ ضلع گوجرانوالہ)

اخبارِ مجالس

(۱) قیادت ضلع کراچی

۱۶ اپریل ۱۹۷۱ء کو مجلس عاملہ ضلع کے فیصلہ کے مطابق مولوی محمد عثمان صاحب چینی کے بطور مربی کراچی میں تقرری پر استقبالیہ دیا گیا۔ محترم امیر صاحب، مربی صاحبان، مجلس عاملہ ضلع کے ارکان اور قائدین مجالس مقامی نے شمولیت کی۔ کارروائی کے آغاز میں منیر الحق صاحب شاہد نے تلاوتِ قرآن کریم کی اور چوہدری مبشر احمد صاحب باجوہ نے نظم پڑھی اس کے بعد محترم قائد صاحب ضلع نے مہمانِ خصوصی کی خدمت میں استقبالیہ ایڈریس پیش کیا جس میں اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ مجلس عاملہ اپنے تربیتی پروگراموں میں مربی صاحب سے استفادہ کریگی اور ہر رنگ میں تعاون کریگی۔

محترم محمد عثمان صاحب کے جوابی خطاب کے بعد محترم امیر صاحب نے فرمایا کہ اسلام نے رنگت، قوم اور زبان سے کسی کو فضیلت کا مستحق قرار نہیں دیا بلکہ تقویٰ اور اخلاص کو معیارِ فضیلت قرار دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ گو عثمان صاحب ہماری زبان پورے طور پر نہیں بول سکتے لیکن اُن کی نیکی اور تقویٰ ہمارے لئے قابلِ تقلید ہے۔ آخر میں دُعا کے ساتھ یہ تقریب ختم ہوئی۔ (محمد حنیف نعیم معتمد ضلع کراچی)

(۲) مجلس خدام الاحمدیہ کراچی

۱۔ **ھفتۂ وقفِ عارضی**۔ مجلس کے شعبہ تربیت کے زیرِ اہتمام مورخہ ۲۳ تا ۲۹ شہادت ۱۳۵۰ھش ہفتہ وقفِ عارضی منایا گیا۔ ابتداء میں سرکلر شائع کر کے ناظمین حلقہ جات کو ان کے فرائض سے مطلع کیا گیا۔

مورخہ ۲۵ مئی کو مجلس انصار اللہ حلقہ مارٹن روڈ کے سالانہ اجتماع کے ساتھ ہی خدام کے جلسہ عام کا بھی پروگرام رکھا گیا۔ محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد نے مجلس کی درخواست پر "تحریک وقفِ عارضی کی اہمیت و برکات" کے موضوع پر نہایت مؤثر تقریر فرمائی۔ جلسہ کے دوران ہی ۳۰ افراد نے وقفِ عارضی کے فارم پُر کر کے مجلس کو دیدیئے۔

اِس ہفتہ کی مہم کے نتیجہ میں ۲۱۷ خدام، ۲۲ انصار اور ۲۵ خواتین نے اپنے آپ کو وقفِ عارضی کے لئے پیش کیا۔

۲۔ **احمدی طلباء کا اجلاس**۔ مورخہ ۲۷ مئی کو خدام الاحمدیہ کراچی کی نظامت امور طلباء کے زیرِ اہتمام مختلف کالجوں اور یونیورسٹی میں زیرِ تعلیم احمدی طلباء کا ایک اجلاس ہوا جس میں ایک دوسرے سے

تعارف کا موقعہ پیدا ہوا اور دینی اور تربیتی امور پر طلباء سے تبادلہ خیالات کیا گیا۔ محترم قائد صاحب نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تعلیمی اور تدریسی مسابقت کے علاوہ احمدی طلباء کو اس مادی دور میں خصوصاً اسلامی اخلاق اور روحانیت کا نمونہ بننا چاہیئے تا آپ دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ اجلاس بہت کامیاب رہا۔ (عبدالرشید سماٹری معتمد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی)

۳۔ ڈرگ روڈ کراچی

۳۰ شہادت بعد نماز عصر مسجد احمدیہ میں ڈرگ روڈ کی مجلس کی طرف سے بھی مولوی محمد عثمان صاحب چینی مربی سلسلہ کے اعزاز میں ایک دعوت استقبالیہ دی گئی جس میں معزز مہمان کے علاوہ مجلس عاملہ کے جملہ اراکین، جماعت کے صدر مکرم منشی محمد حسین صاحب، چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی، مولوی محمد اجمل صاحب شاہد مربی سلسلہ اور نائب قائد ضلع کراچی محمد حنیف صاحب نعیم نے شرکت فرمائی۔ مشروبات کے بعد کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد چوہدری مبشر احمد صاحب باجوہ قائد حلقہ نے ایڈریس پیش کیا۔

مولوی محمد عثمان صاحب نے جوابی تقریر میں مقامی مجالس کی بیداری پر خوشنودی کا اظہار فرمایا اور نہایت پُراثر الفاظ میں جماعت کو نصائح کیں۔ (شمس الدین التمش معتمد مجلس ڈرگ روڈ کراچی)

مورخہ ۱۰ تا ۱۶ ہجرت مرکزی امتحانات کا ہفتہ منایا گیا۔ مبتدی، متقدم کے نصاب شائع کر کے خدام تک پہنچائے گئے۔ زعماء کو امتحانات میں شریک ہونے والے خدام کی فہرستیں اور ضروری ریکارڈ مہیا کیا گیا۔ حلقہ جات کے ۵ دورے کئے گئے۔ انشاء اللہ ۱۱۶ خدام مختلف مرکزی امتحانات میں شریک ہو رہے ہیں۔

۲۔ اسی عرصہ میں خدام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کا شوق پیدا کرنے کی مہم چلائی گئی۔ شعبہ تعلیم کے زیر انتظام ایک کمیٹی قائم کی گئی ہے جس میں شامل ہر خادم ماہوار -/۵ چندہ دیتا ہے اور ہر ماہ ایک خادم کو -/۷۰ روپے مسیح موعود علیہ السلام کی کتب خریدنے کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ (محمد الیاس مرزا ناظم تعلیم)

۴۔ سرگودھا

مؤرخہ ۵ جون کو احمدیہ انٹر کالجئیٹ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام "غلبۂ اسلام اور اس کے ذرائع" کے موضوع پر ایک مذاکرہ علمیہ کا انتظام کیا گیا۔ محترم مرزا عبدالحق ایڈووکیٹ امیر صوبائی نے صدارت فرمائی۔ تلاوت و نظم کے بعد محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل نے عنوان بالا پر نہایت عالمانہ انداز میں خطاب فرمایا۔ آپ نے امام مہدی کے زمانہ میں غلبۂ اسلام کے متعلق قرآنی بشارات کا ذکر فرمایا اور اس امر پر زور دیا کہ غلبۂ اسلام کو قریب تر لانے کے لئے نیک نمونہ اور ایک واجب الاطاعت امام کی اطاعت ضروری ہے۔ تقریباً ایک سو احباب نے اس علمی مجلس میں شرکت کی۔ (مبارک احمد صدر انٹر کالجئیٹ ایسوسی ایشن سرگودھا)

۵۔ چک ۱۵۲ شمالی سرگودھا

۱۳ر جون۔ مجلس ہذا کی طرف سے نزدیکی نہر پر ایک پکنک منائی گئی جس میں ۴۲ خدام، ۱۴ طفل اور ۲ انصار شامل ہوئے۔ تفریح کے علاوہ ایک اجلاس بھی منعقد ہوا جس میں ربوہ سے وقف عارضی پر آئے ہوئے دو خدام نے بھی صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسولؐ کے موضوعات پر بڑی موثر تقاریر کیں۔ خاکسار نے بھی بچوں اور نوجوانوں کی تربیت کے متعلق لیکچر دیا۔ (محمد شیر قائد مجلس)

۶۔ خوشاب

۲۷ر اپریل۔ جامع مسجد احمدیہ میں ایک اجتماعی وقار عمل منایا گیا۔ ۱۴ خدام اور ۱۰ اطفال نے تین گروپوں میں پورے ۱۲ گھنٹے انتہائی محنت اور جانفشانی سے مسجد کی صفائی، سفیدی اور ضروری حصوں پر وارنش کی۔

(نعیم احمد خان معتمد مجلس خوشاب)

۷۔ زعامت حلقہ گول بازار ربوہ

مورخہ ۲۰ر جون۔ مجلس ہذا کے ۵۰ خدام اور ۳ انصار صبح ساڑھے سات بجے اجتماعی دعا کے ساتھ گیارہ وفود میں تقسیم ہو کر ربوہ کی مختلف جہات میں روانہ ہوئے اور قریباً ۱۹۰ افراد کو مل کر انہیں نیکی کی تلقین کی گئی۔ تمام خدام نے انتہائی خلوص اور دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ دن کے دوسرے حصے میں خدام ایک مقررہ جگہ جمع ہوئے اور پکنک منائی گئی۔ (خواجہ عبدالمومن قائم مقام زعیم حلقہ گول بازار ربوہ)

۸۔ لائل پور شہر

لائلپور شہر کی مجلس نے مورخہ ۲۳ر ہجرت کو منصور آباد کے حلقہ میں ایک اجتماعی وقار عمل منایا جس میں ۱۲۲ خدام، ۲۵ اطفال اور ۶ انصار نے شرکت کی۔ ایک سڑک کے ۵۰۴ فٹ پر ۵۰۴ مکعب فٹ مٹی ڈالی گئی اور ۶۰ × ۶ فٹ کی ایک سڑک کی مرمت کی گئی۔ محترم زعیم صاحب اعلیٰ انصار اللہ نے آخر میں دعا کروائی۔

(مبارک احمد مہتمم وقار عمل مجلس مرکزیہ)

۹۔ شیخوپورہ

۲ر مئی بروز اتوار مسجد احمدیہ میں محترم بشیر احمد صاحب شمس معتمد مرکزیہ کی زیر صدارت قائدین مجالس و نگران حلقہ جات ضلع شیخوپورہ کا ایک روزہ تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ اس میں ۲۹ قائدین مجالس، ۱۱ نگران حلقہ جات اور ضلعی مجلس عاملہ کے ۸ اراکین نے شرکت کی۔ محترم چوہدری انور حسین صاحب امیر جماعت احمدیہ شیخوپورہ اور محترم قائد صاحب ضلع، محترم مربی صاحب ضلع اور محترم بشیر احمد صاحب شمس معتمد مرکزیہ نے اجلاس سے خطاب کیا۔ اس اجلاس میں ضلعی سطح پر مجالس کے کام کا جائزہ لیا گیا۔ مجالس عاملہ کے قیام، ماہانہ رپورٹ کی باقاعدگی سے ترسیل، بجٹ، تربیتی امور اور تعلیمی پروگرام کے بارے میں تمام عہدیداران کو ضروری ہدایات

دی گئیں۔ (قائد ضلع مجلس خدام الاحمدیہ ضلع شیخوپورہ)

۱۰۔ شرقپور

مورخہ ۷۔ ۸ مئی کو مرکز کی طرز پر حلقہ کی ایک تربیتی کلاس کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں ارد گرد کے مضافات کو شامل کر کے ۳۳ خدام اور ۱۷ اطفال نے شرکت کی۔ تین اجلاسوں میں علمی اور تربیتی تقاریر کی گئیں۔
۔۔۔ نمازوں اور درس کا التزام کیا گیا۔ ایک یتیم احمدی بچے کے مکان پر اجتماعی وقار عمل کیا گیا (رپورٹ)

۱۱۔ ننکانہ صاحب

اجتماعی وقار عمل۔ ماہ اپریل کی ایک اتوار کو مسجد احمدیہ کی صفائی اور سفیدی خدام نے اپنے ہاتھ سے کی۔ سفیدی کے لئے جملہ سامان خدام نے چندہ کر کے مہیا کیا۔ ۸ خدام اور ۹ اطفال نے مسلسل چھ گھنٹے میں مسجد کی سفیدی اور اس کے بعد کمروں اور صحن کی دھلائی کا کام انتہائی اخلاص اور دلچسپی سے کیا۔
(مبارک احمد مہتمم وقار عمل مجلس مرکزیہ)

۱۲۔ باغبانپورہ۔ لاہور

۷ ارمئی۔ چوہدری محمد اشرف صاحب بٹ کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت اور بلند شان کے متعلق متعدد تقاریر ہوئیں۔ کثیر تعداد میں احمدی مستورات اور احباب شامل ہوئے جلسہ ۲ گھنٹے جاری رہا۔ (حکیم عبد الرؤف پرویز قائد مجلس باغبانپورہ)

۱۳۔ گوجرانوالہ

مئی کے مہینہ میں حافظ آباد روڈ پر واقع بھڑی شاہ رحمان کے مقام پر ایک میلہ منعقد ہوتا ہے جس میں تقریباً ایک لاکھ افراد شرکت کرتے ہیں۔ اس دفعہ قیادت ضلع گوجرانوالہ نے تین دن کے لئے میلہ میں تصویری نمائش کا انتظام کیا جسے قریباً ۵ ہزار افراد نے دیکھا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے سفر افریقہ کے مختلف مناظر سے لوگ بہت متاثر ہوئے۔ ۲۵ خدام نے انتہائی محنت اور دلچسپی سے اس پروگرام کو کامیاب بنانے میں مدد دی۔
محمد افضل
قائد مجلس ضلع گوجرانوالہ

میرے پیارے نوجوانو!

اللہ تعالیٰ ہر قدم پر آپ کا حامی و ناصر ہو
پھر بھی اگر
خدانخواستہ آپ کسی الجھن یا بیماری میں مبتلا ہوں
تو براہِ کرم تفصیلی حالات لکھیں
آپ کی
ہر ممکن رہنمائی کی جائے گی!
اللہ تعالیٰ آپکو صحت اور خوشیوں بھری کامیاب
زندگی عطا فرمائے اور احمدیت کے مضبوط
اور دلکش ستون بننے کی سعادت بخشے۔

ہمارا دواخانہ
حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا اپنے مبارک ہاتھوں کا
قائم کردہ ہے
جو ۱۹۱۱ء سے خلق کی
بے لوث خدمت کرتا چلا آرہا ہے۔

جواب کیلئے جوابی لفافہ ضرور بھیجیں

حکیم نظام جان اینڈ سنز
گوجرانوالہ و ربوہ

کراچی
میں
عمدہ لکھائی
بہترین پرنٹنگ
کے لئے
وائی آئی پرنٹنگ پریس
میکلوڈ روڈ
کراچی

قابلِ اعتماد — بارعایت

- سروسنگ
- انجن اوورہالنگ
- ڈینٹنگ
- پینٹنگ
- ویلڈنگ

نسیم موٹر کارپوریشن
۴ فیروزپور روڈ۔ لاہور

آپ اگر لاہور میں رہتے ہیں یا کبھی لاہور تشریف لادیں تو اپنی کار ہر قسم کی دیکھ بھال کے لئے ہمارے پاس لے آئیں۔ تجربہ کار ہاتھوں کے ذریعہ وقت کی پابندی کے ساتھ ہر کام ہوگا۔

نئے ڈیزائنوں میں

عُمدہ اور پائیدار گھڑیاں

بازار سے بارعایت خریدنے اور تسلّی بخش مرمّت کے لئے

تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں!

لودھی واچ کمپنی

افغان چوک۔ کچہری بازار۔ لائل پور

ہر قسم کی

انگریزی ادویات

بارعایت خریدنے کے لئے

آپ کی اپنی دکان

میڈیسن ہاؤس کچہری بازار سرگودھا

نیز

ہر قسم کا اسلحہ اور کارتوس وغیرہ

طلب فرمائیے

عمدہ۔ دیرپا۔ قابلِ اعتماد

بے مثال اور خوبصورت

پُرزہ جات سائیکل

تیار کردہ

ملّت انڈسٹریز۔ نیلہ گنبد۔ لاہور

مکانات، کوٹھیاں، سفید پلاٹ

باغات۔ زرعی زمینوں

کی

خرید و فروخت کا مرکز

میاں اکبر علی۔ ۱۶ نابھہ روڈ۔ لاہور

فون نمبر۔ ۶۲۴۰۶

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
Shezan
Peach Jam
HOT KETCHUP
HOT KETCHUP
Plum Jam
Made from whole oranges
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ، لاہور

شعبہ صحت جسمانی کے تحت
تربیتی کلاس کا ایک کبڈی میچ

نمائندگان والی بال کھیل رہے ہیں

مجلس گولبازار ربوہ کے تحت
یوم التبلیغ پر جانے والے ایک وفد
کی تصویر روانگی سے قبل

Tittle Printed at the
Nusrat Art Press, Rabwah.